15
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

جاوید الہ آبادی

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا

ماہِ رمضاں تو ہماری عظمتوں کا ہے ظہور
تیری آمد سے دلوں پر چھا گیا کیف و سُرور
تو حقیقت میں سراپا رحمتِ ربِّ غفور
تیرے دن تھے پُر مسرت تیری راتیں پُر سُرور

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

تیری آمد سے ہوا تھا قید شیطانِ لعیں
کھل گئے تھے تیرے آنے سے درِ خلدِ بریں
تجھ میں ہی نازل ہُوا لاریب قرآنِ مبیں
بیگماں طالب تھے تیرے رحمت للعالمیں

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

ماہِ رمضاں تو ہماری برتری کا ہے نشاں
روز و شب کرتے تھے ہم ذکرِ خدائے دو جہاں
آفتابِ دینِ حق تجھ سے ہوا ہے ضو فشاں
عاصیوں کے واسطے دریائے رحمت تھا رواں

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

محوِ ذکرِ حق رہے مومن بصد عجز و نیاز
تشنگی اور بھوک سے تو نے کیا تھا بے نیاز
صدق دل سے تھے ادا کرتے تراویح اور نماز
ماہِ رمضاں ہے بجا ہم کو تری رحمت پہ ناز

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

روزہ رکھنے کے لئے اٹھنا وہ ہنگامِ سحر!
اور وقتِ شامِ افطاری کا ہونا منتظر
اللہ اللہ تجھ میں پنہاں ہے مبارک شبِ قدر
حق نے فرمایا ہے جس کو خیرٌ مِنْ اَلفِ شہر

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

ماہِ رمضاں تو سراپا ماہِ پُر تنویر ہے
تو ہمارے شوکتِ اسلاف کی تصویر ہے
گردنِ نفسِ لعیں کے واسطے شمشیر ہے
تو حدیثِ جاہدُوا کی بہترین تفسیر ہے

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

بیگماں اے ماہ تو ہے لائقِ صد احترام
صبر و استقلال کا دیتا رہا ہم کو پیام
زندگانی کا ہماری تو نے بدلا تھا نظام
ہے جدائی تیری ہم پر شاق اے ماہِ صیام

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

ماہِ رمضاں تو دکھاتا ہے ہمیں روزِ سعید
تو ہی لاتا ہے ہمارے واسطے پیغامِ عید
ہم کو دیتا ہے طلوعِ صبحِ عشرت کی نوید
جنت الفردوس کی ہے تو ہی اک پختہ رسید

ماہِ رمضاں ہو رہا ہے آج تو ہم سے جُدا
آرزو ہے پھر ملائے تجھ سے ذاتِ کبریا

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۴ | مورخہ یکم شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء عیسوی | شمارہ نمبر [illegible]

عید الفطر

آزادی کے بعد ابتک ہم عید کی بارہ بہاریں دیکھ چکے ہیں اور اس سال تیرہویں بار عید کی تقریب منا رہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء کی عید تو اس وقت آئی۔ جب آزادی کا آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ اور ہمارے ہندوستانی مسلمان بھائی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے اور ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ اس دردناک داستان کا خاتمہ دس لاکھ بے گناہ مسلمانوں کے قتل اور پچاس ساٹھ ہزار مسلمان خواتین کے اغوا پر ہوا۔ وہ عید تو ان ہنگامی حالات میں آئی اور گذر گئی۔

آزادی کے بعد خیال تھا کہ شائد ہماری مشکلات کے ختم ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے اور آئندہ ہم ایک آزاد اسلامی مملکت میں ہر سال صحیح معنوں میں عید کی تقریب نہایت شان و شوکت سے منا سکیں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس۔ ہمارا یہ خیال اب تک تو صحیح نہیں نکلا۔ ہماری رائے میں اس کی ذمہ داری عوام اور حکومت دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ مستقبل قریب میں صحیح نکل آئے۔ آزادی کے تقریباً بارہ سال میں جو عید بھی آئی۔ وہ اپنے اندر پہلے سال کی عید سے زیادہ تلخی لئے ہوئے آئی۔ اس عرصہ میں مسلمان زادوں کے ہاتھوں ہر سال رمضان المبارک کی توہین میں کمی ہونے کی بجائے زیادتی ہوتی رہی۔ اس سال ہم نے رمضان المبارک جس طرح گذارا اس کا مختصر سا خاکہ ہم گذشتہ شمارہ میں پیش کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ عالم اسلام کی حالت اور ہمارے کچھ داخلی اور خارجی مسائل ہیں۔ جن کی وجہ سے عید کی تقریب کو صحیح معنوں میں منانا ہمارے لئے ممکن ہی نہیں داخلی مسائل میں بیروزگاری ہے جس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام افلاس کا شکار ہو رہے ہیں۔ حکومت کو ہوشربا گرانی کا احساس ہے لیکن اس کا تدارک کرنے سے عاجز نظر آتی ہے۔ آئین کا مسئلہ ابھی تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ نہری پانی اور کشمیر کے مسائل کا ابھی تک خاطر خواہ حل تلاش نہیں ہو سکا۔ عالم اسلام میں الجزائر کے مسلمانوں پر فرانسیسی فوج کے مظالم ۔ انڈونیشیا میں اغیار کی ریشہ دوانیاں۔ عربوں کی آپس میں سر پھٹول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حالات میں ہم عید منائیں تو کس طرح منائیں۔ لیکن چونکہ رسم دنیا بھی ہے۔ موقعہ بھی ہے۔ دستور بھی ہے اس لئے ہم درد بھرے دل سے قارئین کرام کی خدمت میں اس تقریب سعید پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ ہماری ان سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اس موقعہ پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ آئندہ سال سب مسلمان صحیح معنوں میں عید منا سکیں۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

مسلمانانِ ہند کا مستقبل

ہندوستان کا مسلمان جس کس مپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ کوئی راز نہیں ہے ملازمتوں کے دروازے اس پر بند ہیں۔ تجارت سے اس کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اُسے اپنی زندگی کے بھی لالے پڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کا تہوار ہو یا ہندوؤں کا۔ ہر موقع پر فساد برپا کئے جاتے ہیں ان فسادات میں ہلاک اور زخمی بھی مسلمان ہوتے ہیں۔ املاک و جائداد بھی انہی کی تباہ ہوتی ہے۔ تحقیقات کے بعد مجرم بھی وہی ثابت کئے جاتے ہیں۔ اور ناکردہ گناہ کی سزا بھی وہی پاتے ہیں۔ ان حالات میں ہندوستان کے مسلمان کا مستقبل انتہائی تاریک نظر آتا ہے۔ اور ہندوستان کی سیکولر حکومت ان کی جان مال کی حفاظت کرنے سے قاصر ہے۔

حال ہی میں دو مقامات (بھوپال اور مبارک پور) میں جو فسادات برپا ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ پولیس فسادیوں کی پشت پناہی کرتی ہے۔ جمعیتہ علماء ہند کے صدر اور بھارتی پارلیمنٹ کے رُکن حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) کے فساد کے سلسلہ میں ایک بیان میں کہا ہے کہ وہاں پولیس نے مسلمانوں پر زبردست زیادتی کی ہے۔ پولیس نے شہر میں امن قائم کرنے کی بجائے معزز مسلمان عورتوں اور مردوں پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے ان مسلمانوں کے گھر دیکھے ہیں۔ جن کی پولیس نے بڑی بیدردی سے تلاشی کی اور غنڈوں کی امداد سے مسلمانوں کو زیورات نقدی اور دوسرے قیمتی سامان سے محروم کر دیا گیا۔ پولیس نے بعض معزز مسلمانوں کو اتنا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ جو مسلمان نماز مغرب ادا کرنے کے لئے مسجد میں جمع ہوئے تھے۔ پولیس نے اُن پر بیدردی سے لاٹھی چارج کیا۔ حضرت مولانا نے افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا ہے کہ حکومت نے ابھی تک پولیس کے مظالم کی تحقیقات کرانے کا فیصلہ نہیں کیا۔ حضرت مولانا کے اس بیان کی تائید لوک سبھا کے ایک کمیونسٹ رکن نے بھی کی ہے۔

ابھی تک ہماری حکومت نے پولیس کے مظالم کے خلاف بھارت کی حکومت سے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پاکستان کی حکومت احتجاج کے متعلق غور و فکر کر رہی ہوگی۔ حکومت پاکستان کو احتجاج کے علاوہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں بھی پیش کرنے کے سوال پر غور کرنا چاہیئے۔

پاکستان کا مسلمان اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں پر ان ناروا مظالم پر خون کے آنسو روتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں اُن کی حفظ و بقا کے لیئے دست بدعا ہے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اذان کا جواب

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ (رواہ مسلم)

عبداللہؓ بن عمرو بن العاص نے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ سنو تم مؤذن کے الفاظ کو۔پس کہو وہی الفاظ جو وہ کہتا ہے۔ پھر درود پڑھو مجھ پر (یعنی اذان کے بعد) پس جو شخص کہ درود پڑھے مجھ پر ایک بار رحمت بھیجتا ہے اللہ اس پر اس کے سبب دس بار پھر طلب کرو اللہ سے میرے لئے وسیلہ کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے اور نہیں لائق ہے وہ جگہ مگر خدا کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے اور امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں۔ پس جو شخص کہ میرے لئے وسیلہ کا اللہ سے سوال کرے۔اس پر میری شفاعت حلال ہے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

عمرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی ہر ایک کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ پھر جب مؤذن کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ تو کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ پھر جب کہے اشہد ان محمداً رسول اللہ تو کہے اشہد اَنّ محمداً رسول اللہ۔ پھر جب کہے حی علی الصلوٰۃ۔ کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر جب کہے حیّ علی الفلاح۔ کہے لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ۔ پھر جب کہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ کہے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ پھر جب کہے لَا اِلٰہ الا اللہ۔ کہے لا الٰہ الا اللہ صدق دل سے تو داخل ہوگا جنّت میں۔

اذان کے بعد کی دعا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواہ البخاری)

جابرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اذان سن کر کہا (یعنی اذان کے بعد یہ دعا پڑھی۔ اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اٰتِ محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته یعنی اے اللہ اس کامل دعا کے پروردگار یعنی اذان کے پروردگار اور پروردگار نماز قائمہ کے محمدؐ کو تو وسیلہ دے (یعنی جنت میں ایک خاص درجہ عطا فرما) اور بزرگی دے اور پہنچا ان کو مقام محمود پر۔جس کا تونے وعدہ کیا ہے تو حلال ہوگی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت۔

اذان اسلام کی علامت ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَ اِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى (رواہ مسلم)

انسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غارتگری کے لئے جاتے جبکہ روشن ہوتی صبح۔ (یعنی جب آپ کفار کو لوٹنے کے لئے جاتے تو صبح کو جاتے تھے) اور ارادہ کرتے اذان سننے کا پس اگر سن لیتے اذان کو تو باز رہتے۔ ورنہ پھر لوٹ کے لئے چلے جاتے۔پس سُنا آپ نے ایک روز (جبکہ لوٹ کے لئے جا رہے تھے) کہ ایک شخص کہہ رہا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص دین فطرت پر ہے۔یعنی اسلام پر۔ پھر اس شخص نے کہا اشہد اَن لا الٰہ الا اللہ۔ پس فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے نکل گیا تو دوزخ سے۔پس دیکھا صحابہؓ نے اس شخص کی طرف تو وہ ایک بکریاں چرانے والا تھا۔

اذان سُن کر پڑھنے کی دُعا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ (رواہ مسلم)

سعد بن وقاصؓ نے کہا۔ فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مؤذن کی آواز اشهد ان لا اله الا اللہ کو سُن کر (یا اذان کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وحدهٗ لا شريك لهٗ و ان محمدًا عبدهٗ و رسولهٗ رضيت بالله ربًّا و بمحمد رسولًا و بالاسلام دينًا۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ۔وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ راضی ہوں میں اللہ کے رب ہونے پر۔ محمدؐ کے رسول ہونے پر اور دین اسلام پر تو بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کے سارے صغیرہ گناہ۔

خطبہ جمعہ

شرعت کتابۃ ہٰذہ الخطبۃ یوم الاحد ۶ ربیع الثانی سنۃ ۱۳۷۸ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء
فی المسجد النبوی بعد الفراغ من صلاۃ الصبح

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے

اس کے شواہد

قاعدہ

یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے جتنے زیادہ گواہ پیش کرے اسی قدر اس کا دعوےٰ مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے عنوان سابق پر متعدد شواہد پیش کئے جائیں گے۔

پہلا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سورہ النمل پ ۲۰ آیت ۹۰

ترجمہ:۔ جو نیکی لائیگا سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو برائی لائیگا جو انکے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ نیکی کرنے والے انسان اپنی نیکیوں کے باعث قیامت کے دن کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جائینگے اور انہیں یہ کہدیا جائے گا کہ دوزخ کا داخلہ تمہاری بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔ جو دنیا میں کرکے آئے ہو۔ اس اعلان شاہنشاہی سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ انسان کے اعمال میں ذاتی تاثیر ہے۔

دوسرا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ:۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر انہیں ان کے بد اعمال کے نتیجے مل کر رہے اور جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ گزشتہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عذاب کے نازل ہونے کا سبب خود ان کا اپنا ظلم تھا۔ جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان کی بد اعمالیوں کے جو نتائج نکلنے چاہتے تھے۔ وہی نکلے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی نکاح کئے بغیر اغوا کرکے لے جائے۔ اور اسے اپنے گھر میں ڈال لے۔ اس کی اس بد اعمالی کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ لڑکی کا باپ موقعہ پا کر اس بدمعاش کو قتل کر دے اور وہ قاتل اس بدمعاش کے قتل کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ قاتل پر یہ الزام عائد نہیں کیا جائیگا کہ دیکھئے صاحب اسے ظالم نے اسے بے خبری میں سوتے ہوئے مار ڈالا۔ اسی مضمون کو کسی شخص نے اس شعر میں بیان کیا ہے

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یعنی

اے انسان تمہارے اعمال کے نتائج اسی طرح نکلیں گے۔ جس طرح اگر گندم کا دانہ بویا جائے گا۔ تب گندم پیدا ہوگی اور اگر جو کا دانہ بویا گیا تو گندم پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ جو ہی پیدا ہوں گے۔

اسی پر اپنے اعمال کا قیاس کیجئے

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان گناہ کرے اور نتیجہ خدا تعالیٰ کی رحمت نکلے۔

تیسرا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

سورۃ النحل رکوع ۵ پ ۱۴۔

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھجوایا تھا۔ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو یہ پیغام پہنچا دیا تھا کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا باقی سب چیزوں کی پرستش چھوڑ دو۔ پیغمبر کی رہنمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے بعض تو راہ راست پر آ گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب کی پرستش چھوڑ دی۔ نہ کسی کو حاجت روا سمجھا اور نہ کسی سے اپنی حاجت روائی کی استدعا کی اور بعض اپنی گزشتہ گمراہی پر اڑے رہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سیر کرکے دیکھو کہ ان گمراہوں کا انجام کیا ہوا۔ بعض قوموں کو پانی کے سیلاب سے غرق کیا۔ جنکی مثال نوح علیہ السلام کی قوم ہے۔ اور بعض کو آندھی سے تباہ کیا۔ جسکی مثال ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے اور بعض کو زلزلہ سے ہلاک کیا۔ جس کی مثال قوم صالح قوم عاد دوم ہے اور بعض کو دریا میں ڈبویا جن کی مثال فرعون کا مع لشکر کے بحر قلزم میں غرق ہونا ہے۔

چوتھا

قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

عر

تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہینگے کہ بے شک آج کا فروں کے لیئے رسوائی اور بُرائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتوں نے اُن کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی کہ وہ اپنے آپ پر پھر وہ صلح کا پیغام بھیجیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہ کرتے تھے۔ کیوں نہیں۔ بے شک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ظالم دوزخ کے دروازوں سے داخل کئے جائیں گے اور ان کے تکبر کے باعث انہیں دوزخ کا داخلہ نصیب ہوا ہے۔

آج کل بھی

کتنے ایسے بد نصیب انسان آپ دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے کو اپنے لیئے کسر شان (توہین) سمجھتے ہیں۔ مثلاً مسجد میں جا کر ایسے امام کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھنا جو میٹرک پاس بھی نہیں ہے۔ اور وہ انگریزی تعلیمیافتہ نہ ہونے کے باعث بیرونی دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر ہے بالخصوص جبکہ اس شخص کی آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ نہ تنخواہ نہ جائداد نہ زمینداری۔ اگرچہ وہ امام صاحب کتاب و سنہ ہی بیان کرے۔ جس کے مقابلہ میں تعلیمیافتہ طبقہ (جو دین سے نا آشنا ہے) طفل مکتب ہے۔ جبکہ ایسے لوگ خود دین سے واقف نہیں اور جو دین سے واقف نہیں وہ ان کی نظر میں جچتے نہیں۔ اس لئے اگر خدانخواستہ یہ لوگ یہی ذہینت رکھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے تو انہیں متکبرین کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔

دنیاوی حاجتوں میں یہ قانون کیوں استعمال نہیں کیا جاتا

مذکور الصدر متکبرین سے سوال کرتا ہوں کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے میں آپ اس قانون کو کیوں استعمال نہیں کرتے کہ چونکہ قصاب میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس لیئے ہم اس کی دکان پر آپ یا اپنا وکیل (نوکر) کیوں بھیجیں کہ وہ جا کر قصاب سے ہماری درخواست پیش کرے کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ مہربانی کرکے ذرا عمدہ اور ستھرا گوشت دینا۔ یا سبزی فروش جو میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس کی دُکان پر ہم کیوں جائیں۔ یا اپنا قائمقام (یعنی نوکر) کو کیوں بھجوائیں جو جا کر ہماری درخواست سبزی فروش کے حضور میں پیش کرے۔ کہ فلاں میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ ذرا سبزی تازہ دیں۔ باسی نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے

کہ آدمی کو ایک چیز کی ضرورت ہو اور وہ اپنے پاس نہ ہو تو جس کسی کے پاس وہ چیز ہو۔ اس سے مانگ لیتا ہے اور اس مانگنے کو کسر شان نہیں سمجھتا۔

تو یہی قاعدہ

مساجد کے آئمہ کرام کے ساتھ کیوں نہیں برتا جاتا کہ جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات (علم حدیث) کا حامل ہے۔ تو جو شخص اس نعمت سے سراسر محروم ہے۔ خواہ وہ بڑا سیٹھ ہو یا بڑا سرکاری عہدہ دار ہو۔ یا بڑا زمیندار ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کی تدبیر پوچھنے کے لئے عالم دین ہی کے پاس جانا چاہیئے۔ اور اگر خدانخواستہ اسی تکبر کے مرض میں مبتلا رہے اور عالمانِ دین کی خدمت میں نہ پہنچے، تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور بہت بڑے دولتمند قارون کا نقشہ سامنے رکھ لیا جائے۔ یہی بات تو فرعون کہتا تھا کہ میں ملک مصر کا بادشاہ ہوں۔ بڑے بڑے دریا میری مملکت میں بہتے ہیں۔ میں اس ذلیل (نعوذ باللہ من ذالک یعنی موسٰے علیہ السلام کا تابعدار کیوں بنوں۔ پھر معلوم ہے اس متکبر کا حشر کیسا ہوا۔ قرآن شریف کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵

ترجمہ۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے انسے بدلہ لیا۔ پس ہمنے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہمنے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنیوالوں کیلئے کہاوت بنا دیا۔

پانچواں

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۔ سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں اچھی چیز۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لیئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی کا ہر لمحہ بسر کرتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ ان کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہوگی اور ان کے لیئے آخرت میں بھی بہتری کا اعلان فرما دیا گیا ہے۔

چھٹا

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المومنون۔ رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:۔ پھر جب صُور پھونکا جائےگا تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پُوچھے گا۔ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا۔ تو وہی فلاح پائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ثقل (بوجھ ہوگا) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانیوالے ہوں گے۔ نجات کا باعث دراصل وہی رضائے الٰہی ہے جو انہوں نے اپنے اعمال میں اپنی مرضی سے پیش نظر رکھی تھی اللھم اجعلنا منھم

ساتواں

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ نکلا ان بدنصیب دوزخ میں جانے والوں کا اصل سبب ان کی اپنی بداعمالیاں ہیں۔ چنانچہ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔ (۱) جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آئتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو ان کو جھٹلاتے تھے (۲) اور جب اللہ تعالےٰ کے نیک بندے اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے اور اللہ تعالےٰ سے رحم کی درخواست کیا کرتے تھے تو یہ بدنصیب لوگ ان اللہ والوں پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے اور ان پر ہنستے تھے، اپنی انہی بداعمالیوں کے باعث آج انہیں دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

آٹھواں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہیگا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان خوش نصیبوں کو قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنے کا سبب (جو بہشتیوں کی علامت ہے)۔ یہ ہے کہ وہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہمیں دنیا میں بھی اس بات کا یقین تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے ہر عمل حیات کا حساب دینا ہے (اس لئے ہم نے دنیا ہی کی زندگی میں اپنے تمام اعمال میں اس بات کا خیال رکھا تھا۔ کہ کہیں قیامت کے دن کسی بدعملی کے باعث سزایاب نہ ہو جائیں ان کی اپنی دنیا کی زندگی میں نگہداشت کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آج وہ بہشت میں نہایت آرام سے اپنی زندگی بسر کرنے کے اہل بنا دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع کر دیا گیا ہے کہ یہ تمام راحتیں تمہارے دنیا کے اعمال صالح کے باعث تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

نواں

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹

ترجمہ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس بدنصیب دوزخ میں جانے والے کا اصلی سبب اس کی اپنی بداعمالیاں ہیں (۱) اللہ جل شانہٗ پر یہ ایمان نہیں لایا کرتا تھا (گویا کہ اس لحاظ سے وہ اللہ تعالےٰ کا باغی تھا۔ اور کسی بھوکے مسکین کو خود کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا۔ کسی دوسرے کو بھی یہ ترغیب نہیں دیا کرتا تھا۔ چونکہ یہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کا باغی تھا اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے متعلق اس کے دل میں کوئی رحم نہیں تھا۔ اس لئے اس کی اپنی بداعمالیاں اس کو دوزخ میں داخل کرا رہی ہیں۔

دسواں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے میدان محشر میں یہ اعلان ہوگا۔

(انما ھی اعمالکم احصی علیکم فمن وجد خیرا فل یحمد اللہ ومن وجد غیر ذالک فلا یلو من الا نفسہ ؟

ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں (جو اعمال ناموں کی شکل میں کسی کو دائیں ہاتھ اور کسی کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ جن کو دائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ بہشت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور جن کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔) اور یہ تمہارے اعمال ہی کسی کو بہشت میں پہنچا رہے ہیں۔ اور کسی کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔

دسواں شواہد

کا حاصل وہی نکلا جو اس خطبہ کی ابتدا میں بصورت عنوان عرض کیا گیا تھا۔ کہ

باقی صفحہ ۹ کالم ۱ پر

بھلے کام کرو

از جناب محمد شفیع عمرالدین ڈھڈھ

موت اور زندگی کا مقصد

قال اللہ تعالیٰ۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک ع۱)

ترجمہ۔ موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

الحاصل موت و حیات کا مقصد بیان فرما کر ہماری توجہ اس طرف مبذول فرما دی کہ ہم احسن (نیکوتر) عمل کریں۔ کیونکہ قیامت کے روز جب عملوں کی جانچ پڑتال ہوگی تو اچھے اعمال کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا مل سکے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس چار روزہ زندگی میں ہر لحظہ اس مقصد حیات کو مد نظر رکھیں اور وہ عمل کریں۔ جو کل کو ہماری کامرانی کا ذریعہ بن سکیں اور آخرت کو بھول کر صرف دنیا کے بندے نہ بن جائیں۔

دنیاوی زینت

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الکھف ع۱)

ترجمہ۔ جو کچھ زمین پر ہے۔ بیشک ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا ہے۔ تاکہ ہم انہیں آزمائیں۔ کہ ان میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ "یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے۔ یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے۔"

الحاصل عقلمند وہ ہے جو دنیا کی رونق اور شادابی میں پھنس کر مقصد کو نہ کھو بیٹھے بلکہ حرص اور طمع سے پرہیز کرے۔

حدیث۔ خدا کی قسم مجھے تمہاری ناداری کا خوف نہیں ہے۔ بلکہ خوف اس بات کا ہے کہ تمہارے لئے بھی دنیا اس قدر کشادہ ہو جائے گی۔ جتنی تم سے پہلے لوگوں کے لئے کشادہ ہوئی تھی اور جس طرح وہ حرص کرنے لگے تھے اور دنیا نے ان کو غافل بنا دیا تھا۔ اسی طرح تم بھی حرص کرنے لگو گے اور دنیا تم کو غافل بنا دیگی (بخاری کتاب الرقاق)

حضرت سعید بن عامر بن خدیم کی نظر میں دنیا:۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو حمص کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ نے آپ کو بلوایا تو آپ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا اور کھانے کے لیے ایک پیالہ۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا۔ کیا اسی قدر ساز و سامان ہے۔ عرض کی اس سے زیادہ اور کس چیز کی ضرورت ہے۔ پیالہ میں کھاتا ہوں اور عصا پر زاد راہ لٹکاتا ہوں۔ آپ وظیفہ کو ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ آپ کو ایک ہزار دینار کی تھیلی بھیجی تاکہ آپ اس سے اپنی ضروریات پوری کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ معاملہ قیامت سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ دنیا فتنوں کو لے کر میرے پاس آئی ہے۔ آپ ساری رات نماز پڑھتے رہے اور دوسرے دن صبح کو جب اسلامی لشکر کا گذر ادھر سے ہوا تو یہ ساری رقم ان کو سونپ دی کہ وہ اپنے اخراجات میں لائیں۔

(از سیر الصحابہ مہاجرین حصہ دوم اعظم گڑھ)

سبحان اللہ دنیا کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ حضرات صحابہ کرامؓ نے ہی لگایا تھا۔

دنیا کی نعمتیں ختم ہونے والی ہیں۔

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورہ النحل ع۱۳)

ترجمہ۔ جو تمہارے پاس ہے۔ ختم ہو جائے گا۔ اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ پھر باقی و دائم کو چھوڑ کر فانی و زائل کا پسند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

حدیث۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ کچھ انصاریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال کی طلب کی۔ اس وقت جس شخص نے بھی آنحضرتؐ سے مانگا۔ آپ نے اس کو عطا فرمایا یہانتک کہ جو کچھ آپ کے پاس موجود تھا۔ سب ختم ہو گیا۔ سب کچھ دست مبارک سے دے چکے تو فرمایا۔ میرے پاس جو مال ہوگا۔ میں تم سے بچا کر جمع نہ رکھونگا لیکن جو شخص پرہیزگار بننے کے ارادہ سے (سوال اور امور ممنوعہ سے) اپنے آپ کو بچائے رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا پرہیزگار بنا دے گا اور جو شخص صبر کرے گا۔ خدا اس کو صابر بنا دے گا۔ اور جو دنیا سے بے پرواہی کی نیت رکھے گا۔ خدا اس کو بے پرواہ بنا دے گا۔ صبر سے زائد تم کو اور کوئی بڑی نعمت نہیں عطا کی گئی ہے (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب ممنوعات الٰہی سے بچنے کا بیان)

نیک اعمال کا بدلہ

جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ج وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النحل رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔ الحاصل ان حضرات کی ہر دو جہان کی زندگیاں بہتر اور پُر سرور ہیں۔ دنیاوی زندگی میں ہر طرح کی آسائش ملتی ہے۔ بقول حضرت ابن کثیرؒ دنیا میں پاک اور حلال روزی قناعت۔ خوش نفسی۔ سعادت۔ پاکیزگی۔ عبادت کا لطف۔ اطاعت کا مزہ۔ دل کی ٹھنڈک۔ سینے کی کشادگی۔ سب ہی کچھ خدا کی طرف سے ایماندار نیک اعمال کرنے والے کو عطا ہوتی ہے۔ نیز بقول حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ۔ رضائے

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۷ سے آگے۔

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بلکہ سب مسلمانوں کو یہ نظریہ اپنے تمام اعمال میں پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ کوئی عمل ایسا نہ ہو جائے کہ ہمیں کھینچ کر دوزخ میں پہنچائے۔ بلکہ مرتے دم تک ایسے ہی اعمال صالح کرنیکی توفیق عطا فرمائے جن میں رضائے الٰہی کا نور پایا جائے اور قیامت کے دن انہیں اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرما کر ہمیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

الٰہی کے طالبوں کو دنیا میں بھی اچھی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور ان اعمال صالحہ کی برکت سے آخرت میں بھی جزائے خیر نصیب ہوگی۔ اللّٰہم اجعلنا منہم۔

حضرات مہاجرین کو دونوں جہان کی بھلائیاں ملیں

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ۖ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل ع ۶)

ترجمہ اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا البتہ ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ جاتے۔

الحاصل دونوں جہان کی بہتر زندگیوں کی مثال حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک حیات میں ملتی ہے۔ ان حضرات نے دین کی خاطر ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ دین کی خاطر گھر بار اور خویش و اقارب کو خیر باد کہا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کیا۔ اوّل حبشہ کی طرف تقریباً ۸۰ پاک نفوس نے ہجرت فرمائی۔ آخر مدینہ منورّہ میں انہیں ہر طرح کی چیزیں نعم البدل میں ملیں۔ پاک روزی رہنے کو اچھے گھر۔ یار غار بہترین سوسائٹی وغیرہ ملی۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دنیاوی حکومت بھی عطا فرمائی۔ اور ان کی آخرت بھی عظیم الشان ہے۔ حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا جیسی چیز کو چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ اسی جیسی یا اس سے کہیں بہتر پاک اور حلال چیز اُسے عطا فرماتا ہے۔

بھلائی کا ثمرہ بھلائی ہی ہے

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر رکوع ۲)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ ان کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے اچھا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے بے شک صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب دیا جائے گا۔

الحاصل۔ (۱) ایمان (۲) تقوےٰ (۳) نیکی (۴) دین کی خاطر عندالضرورت ترک وطن۔ (۵) اور صبر پر ملنے والا اجر بے حساب ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے دین کی خاطر ترک وطن فرمایا۔ کیا ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ دین کے لئے بیدین سوسائٹی کو ترک کر دیں اور دیندار حضرات کی سوسائٹی میں شامل ہو جائیں؟

خوشخبری

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ

ترجمہ۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دیدو جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں۔ پھر اچھی کی پیروی کرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر رکوع ۲)

الحاصل یہ حضرات کلام پاک جو احسن الحدیث ہے کو پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ اور اس کے اوامر و نواہی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

آخری بات

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ (بنی اسرائیل ع-۱)

ترجمہ۔ اگر تم نے بھلائی کی۔ تو اپنے ہی لئے کی اور اگر برائی کی تو بھی اپنے ہی لئے کی۔

الحاصل بھلائی کرنے میں ہمارا ہی بھلا ہے اور برائی کو چھوڑ دینے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ گزشتہ اقوام کے حالات پر نظر کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

دُعا

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَیْكَ ؕ (الاعراف ع ۱۹)

ترجمہ۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔

آمین یا الٰہ العالمین

عید آگئی

جناب شوق بورسٹل جیل لاہور

عید آگئی خدا کی عنایت لئے ہوئے ۔۔۔ انعامِ صوم از رہِ شفقت لئے ہوئے
صد شکر ذوالجلال کہ نکلا ہلال عید ۔۔۔ سامانِ صد مسرّت و برکت لئے ہوئے
بادِ صبا اُٹھی ہے گلستاں سے جھوم کر ۔۔۔ گلہائے دلنواز کی نکہت لئے ہوئے
مومن ہیں آج عید کی خوشیوں سے ہمکنار ۔۔۔ تسکین و قلب و رُوح کی دولت لئے ہوئے
پہنچے نماز عید کو صد اشتیاق سے ۔۔۔ دل میں سرور لطفِ عبادت لئے ہوئے
چہرے چمک رہے ہیں ریاضت کے نور سے ۔۔۔ قلب و نظر میں عید کی فرحت لئے ہوئے
اک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اس طرح ۔۔۔ دل میں خلوصِ مہر و مروّت لئے ہوئے
عُشّاق راہ عشق میں بڑھتے چلے گئے ۔۔۔ سینے میں برق عشق و محبّت لئے ہوئے
وہ پا گئے جو افتاں و خیزاں ہوئے قریب ۔۔۔ قلب گداختہ کی رفاقت لئے ہوئے

حاضر ہے آج شوق بھی اُن کے حضور میں
صد آرزوئے رحمت و شفقت لئے ہوئے

راؤ شمشیر علی خاں ۱۳-البین سٹریٹ ہڈرسن فیلڈ انگلینڈ

سکونِ قلب

(ذیل میں ہم اپنے ایک پاکستانی بھائی کا ایک مختصر مضمون ہدیہ قارئینِ کرام کر رہے ہیں۔ جس میں انہوں نے سکونِ قلب کے قرآنی نسخہ کی طرف قارئینِ کرام کو متوجہ کیا ہے۔ قارئین کرام کے لئے اگرچہ یہ نسخہ نیا نہیں ہے۔ خطبہ جمعہ اور مجلسِ ذکر میں اس کا اکثر ذکر آتا رہتا ہے۔ لیکن مغرب کے پرستاروں کے لئے اس میں ایک کیف آور سبق ہے۔ امید ہے کہ قارئینِ کرام اس سے مستفید ہوں گے) مدیر

آج کل دُنیا کا ہر فرد بشر بیحد مصروف مگر بے چین ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کل کی دُنیا میں سکون اور راحت کیوں نہیں ہے۔ نہ صرف ہم مسلمان ہی بلکہ یہودی، عیسائی اور باقی مذاہب کے لوگ سکون اور راحت کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ ہمارے بعض پاکستانی اور ہندوستانی لوگ یہ کہتے ہیں کہ چلو ولایت چلو۔ کیونکہ برطانیہ اور امریکہ میں دولت کی بہتات ہے۔ تنخواہیں بہت زیادہ ملتی ہیں۔ وہاں چل کر زیادہ دولت کمائیں گے اور سکون اور آرام کی زندگی بسر کریں گے۔ افسوس صد افسوس کہ مسلمان کہلانے والے بھی دولت میں سکون تلاش کرتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ یاد رکھئے دولت سے کبھی سکون اور راحت نہیں مل سکتی۔ بلکہ راحت صرف اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے ہی میسّر آسکتی ہے۔ میں نے پچھلے سال ایک بہت بڑے یہودی تاجر سے تبادلۂ خیالات کیا۔ یہ یہودی کروڑوں پونڈوں کا واحد مالک ہے۔ انگلستان میں اس کے کئی بڑے بڑے کارخانے چل رہے ہیں۔ اور ہزاروں انسان اس کے ملازم ہیں۔ لیکن اتنی دولت کے باوجود وہ مجھے ساری دُنیا سے زیادہ بے چین نظر آیا۔

میں نے ۱۹۵۷ء میں موٹر کار کے ذریعہ دُنیا کے چودہ پندرہ ملکوں کا سفر کیا۔ جس میں یورپ اور ایشیا کے بڑے بڑے ممالک شامل ہیں۔ اس سفر میں مجھے ہر مُلک ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل آج ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ باقی کسی آئندہ اشاعت میں پیش خدمت کروں گا۔

میں جب استنبول سے انقرہ جا رہا جا رہا تھا۔ تو راستہ میں میں نے ایک ترک چرواہے کو دیکھا جو جنگل میں اپنے معبودِ حقیقی کی یاد میں مصروف تھا۔ میں نے اپنی موٹر کار روک لی اور کافی دیر تک اُس شخص کو دیکھتا رہا۔ وہ نماز میں ایسا محو تھا کہ اپنی بھیڑ بکریوں کی بھی اُسے پروا نہ رہی تھی۔ اس کی بھیڑ بکریاں کافی دُور جا چکی تھیں۔ اُس کے کپڑے پھٹے پُرانے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر چلنے کی وجہ سے اس کا دل مطمئن تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہُوا۔ تو اُس سے بات چیت کا موقع ملا۔ چند منٹ اُس کی صحبت میں رہ کر ہمارے بھی دل سکون کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ جب اس سے سکون اور راحت کی زندگی کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بیحد خوش ہوں۔ دن رات ذکر الٰہی میں شاغل رہتا ہوں۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سبحان اللہ والحمد للہ و اللہ اکبر وردِ زبان رہتا ہے۔ مگر اس کی آواز دل سے نکلتی ہے۔

اِس غریب چرواہے سے مل کر ہمیں پتہ چلا کہ جس انسان کو راحت اور سکون کی ضرورت ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے۔ قرآن مجید کو اپنائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنائے۔ اس طریقہ سے اُسے سکون اور راحت نصیب ہو گا۔

انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ مکتوب میں دمشق اور شام کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔

خُطبۂ جُمعہ

جمعۃ المبارک مورخہ ۲۷ر مارچ ۱۹۵۹ء کے روز حضرت شیخ التفسیر مدظلہ العالی نے زبانی تقریر فرمائی تھی۔ اس جمعہ کے لئے کوئی خُطبہ ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکا۔ جمعۃ الوداع کا خُطبہ ۳ر اپریل ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ ۲۷ر مارچ والا خطبہ ۱۰ر اپریل کے شمارہ میں شائع ہونا تھا اُسکی جگہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جو مسجد نبوی میں مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو بعد نماز فجر ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

لال دین صاحب اخگر

حلقۂ احباب

قسط نمبر ۱۸

عبدالرشید - میرا خیال ہے - کہ آپ حضرات اہلِ مغرب کی لادینی - ہوسناکی - درندگی اور کرگسی عزائم کو خوب بھانپ گئے ہیں - اب آگے سُنیئے - کہ مسلمانانِ عالم کو اس پُرخطر سیاسی ماحول پر نظر ڈالنے اور دہیں عبرت حاصل کرنے کی کن الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے - ؎

ہر چہ می بینی ز انوارِ حق است
حکمتِ اشیاء ز اسرارِ حق است
ہر کہ آیاتِ خدا بیند حُرّ است
اصلِ این حکمت ز حکمِ اُنظر است

کائنات میں واقعات و حوادثات اللہ تعالےٰ کے حکم کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہوتے - دُنیا کی مرئی اور غیر مرئی اشیاء میں جو حکمتیں ہیں وہ اللہ عز اسمہٗ کے پیدا کردہ بھید ہیں - اور جو شخص ان خدائی نشانات بصائر کو بنظرِ غائر دیکھتا ہے - اُس کے رگ و پے میں فطرتاً خونِ حُرّیت موجود ہوتا ہے - کیونکہ کائنات کے مناظر پر دیکھنا - اور عظمتِ کردگار پر فکر و تدبّر کرنے کا حکم قرآنِ عزیز میں موجود ہے -

سعید - علّامہ اقبال مرحوم کو خداوندِ عالم نے نورانی دانش عطا فرمائی ہے -

عبدالرشید - فی الواقعہ ان کے اشعار میں نورِ فراست کی جھلکیں نظر آتی ہیں - اب اس مقام پر مسلمان کے علم اور اہلِ یورپ کے علم کا فرق بیان کر رہے ہیں - آپ اندازہ لگا لیں کہ اقبال مرحوم کی نظر میں اہلِ مغرب کا علم - حکمت اور فہم و فراست کس قدر قابلِ نفرت ہے اور اس کے مقابلے میں ان کو اسلام کی عطا کردہ نعمتوں کی عظمت کا کتنا اعتراف ہے - ؎

علم چوں روشن کند آب و گِلش
از خدا ترسندہ تر گردد دلش

علمِ اشیاء خاکِ ما را کیمیا
آہ در افرنگ تاثیرش جُداست

رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جب علم کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے - اور اس کی ضمیر پر مناظر قدرت کے بھید آشکار ہوتے ہیں - تو وہ خالقِ اسرار سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ ڈرنے لگتا ہے - اور اس خشیتِ الٰہی کی برکت سے اُس کو قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے -

اشیائے عالم کے گونا گوں حقائق کا علم ہماری دُنیا کو ہم دوشِ ثریّا کر دیتا ہے - مگر افسوس کا مقام ہے کہ یہی علم جب اہلِ مغرب کے دماغ میں روشنی کرتا ہے تو اس کی تاثیر بالکل ہی مختلف ہوتی ہے -

جاوید - مولوی صاحب! علم ایک ہی ہے - مگر تاثیر جُدا جُدا ہے - اس کا کیا مفہوم ہے -

عبدالرشید - سیّد الاوّلین والآخرین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ اقدس ساری کائنات کے انس و جان کے لئے قیامت تک ایک بے بدل ہدایت کا نمونہ ہیں - مسیحی دُنیا کے تار و پود انسانی عقل و خرد کے تیار کردہ ہیں - اور اُن میں انسانیّت کے جوہر مفقود ہیں - سُنیئے - ؎

عقل و فکرش بے عیارِ خوب و زشت
چشمِ اُو بے نم دلِ اُو سنگ و خشت
علم ازو رسوا است اندر شہر و دشت
جبرائیل از صحبتش ابلیس گشت
دانشِ افرنگیاں تیغ بدوش
در ہلاکِ نوعِ انساں سخت کوش

اہلِ یورپ کی عقل و فکر میں ہوسناکی اور جوع الارضی تو موجود ہے مگر اچھے اور بُرے کی تمیز ہرگز نہیں ہے ان کے سینے مروّت کے جذبات سے عاری ہیں - لہٰذا اُن کی آنکھ ہمدردیِ نوعِ انسان میں کبھی بھی نمناک نہیں ہو سکتی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اُن کے پہلو میں دل نہیں ہے پتھر ہے تو کچھ عجب نہیں - باوجود علم نورانی عناصر سے مرکب ہے - مگر یورپین اقوام نے علم و حکمت کو اس عالمِ ناسوت کی کامیابیوں کے لئے ہی سمجھ رکھا ہے - لہٰذا علم کا صحیح منشا (معرفتِ الٰہی) کو جاننا اُن کے دماغ سے کوسوں دُور ہے - بلکہ وہ لوگ بھی جن پر اہلِ یورپ کی اندھا دُھند تقلید کا بھوت سوار ہے علّامہ مرحومؒ کے نزدیک ان کی فطرت کا نور سلب ہو چکا ہے - یہی مفہوم ہے جس کو "جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت" کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے - سُنیئے ؎

دانشِ افرنگیاں تیغ بدوش
در ہلاکِ نوعِ انساں سخت کوش

اے دُنیا کے بسنے والو - سُن لو - کہ اہلِ یورپ کی عقل و خرد اُن کو ہر لمحہ نوعِ انسان کا خون چوسنے پر آمادہ کرتی ہے - یہی وجہ ہے کہ ان کی ضمیر انسانیت سے بالکل ناآشنا ہے -

جاوید - ان حقیقت بھری باتوں سے کون انکار کرے - مگر افسوس کہ ہم غلامی کی نیند سے ایک صدی تک سوتے رہے اور آج ہم مسلمانوں پر انگریزوں کی ہر قسم کی تہذیب کا اثر غالب ہے -

مولوی عبدالرشید - علامہ مرحوم کا فتویٰ سُنیئے -

باخساں اندر جہانِ خیر و شر
در نسازد مستیِ علم و ہنر
آہ از افرنگ و از آئینِ اُو
آہ از اندیشۂ لادینِ اُو
علمِ حق را ساحری آموختند
ساحری نے کافری آموختند

اس دُنیا میں جس کو رزمِ خیر و شر بتایا گیا ہے - اگر کمینوں کو علم و ہُنر کی دولت عطا کی جائے - تو نتیجہ ہمیشہ ہی بُرا نکلتا ہے - ہائے افسوس اہلِ یُورپ نے دُنیا میں اس دستور و آئین کو رائج کیا جس کی بُنیاد بے دینی ہی بیدینی تھی - یہی وجہ ہے کہ علم کی روشنی ان کو دروازۂ الٰہی پر نہیں لائی - بلکہ وہ لوگ اس دُنیا کے جادو سے مسحور ہوگئے ہاں ہاں ان لوگوں نے علم کو جادو کا ہم پلّہ بنا دیا - بلکہ ان کا علم ان کو کفر کے تاریک غاروں میں کھینچ کر لے گیا -

مسعود۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ علامہ مرحوم اہلِ یورپ کی تہذیب پر ایک عالمانہ نگاہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے تاثرات کو بے خوف و خطر پیش کر رہے ہیں۔

اختر۔ اشعار میں کس قدر جاذبیت ہے۔

مولوی عبدالرشید۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اقبال مرحوم کے منہ میں مولانا رومؒ کی زبان بول رہی ہے۔ اگلے چند اشعار میں مسلمانوں کو پیغامِ بیداری دیا گیا ہے۔

ہر طرف صد فتنہ می آرد نفیر
تیغ را از پنجۂ رہزن بگیر

اے خادمانِ رسولِ عربیؐ ساری کائنات افرنگیوں کے ظلم و جور اور انسانیت سوز کردار سے چلّا اُٹھی ہے۔ اب آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ اس قیامت خیز ماحول میں اپنے جوشِ ایمان کی برکت سے دشمنانِ دین کے ہاتھوں سے تیغِ ستم کو چھین لیں اور دنیا میں امن قائم کریں۔

اے کہ جاں را بازمی دانی زتن
سحرِ ایں تہذیبِ لادینی شکن

اے مسلمان تجھ کو نورِ فراست عطا کیا گیا ہے

اور ...رِ ہدایت کے لئے اس کتاب کو بھیجا گیا ہے۔ جس میں رُوح اور جسم کے مقامات کو جُدا جُدا دکھایا گیا ہے۔ لہٰذا تو اب رُوحانی قوتوں اور جسمانی طاقتوں کو ایک جگہ جمع کر کے فرنگیوں کی لادینی تہذیب کے ناپاک نقش کو صفحۂ ہستی سے ختم کر دے۔

رُوحِ شرق اندر تنش باید دمید
تا بگردد قفلِ معنیٰ را کلید
عقل اندر حکمِ حق یزدانی است
چوں ز دل آزاد شد شیطانی است

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا سبق اہلِ دُنیا میں عام کر دیجئے تاکہ اہلِ بصیرت کے سامنے حقیقت کے انوار دوبارہ چمک اُٹھیں اور زندگی کے مستور گوشے منظرِ عام پر آ جائیں۔

کیوں؟ یہ اس لئے کہ اگر عقلِ انسانی کو قرآنی رنگ میں رنگا جائے جو صحیح معنوں میں فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے۔ تو یہ عقل خدائے تعالےٰ کے منشا کے مطابق عمل کرتی ہے۔ اور اگر اس کو فطرت کی صحیح رہنمائی سے آزاد ہونے کا موقعہ دیا جائے۔ تو اس کی باگ ڈور ابلیس لعین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے لہٰذا اس وقت اُس سے فلاح و بہبود کی توقع فضول ہے۔

اختر۔ علامہ اقبال زندہ باد۔

مسعود۔ مسلمانوں کو قرآن پاک کا غلام بن کر زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

جاوید۔ مَیں تو اُس سرور کو محسوس کر رہا ہوں۔ جو ان اشعار کی جان ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ جادو فقط ہم پر ہی نہیں بلکہ ہر شخص پر چل سکتا ہے مگر افسوس کہ آج کل ہماری محفلوں میں علامہ مرحوم کی ایسی نظمیں پڑھی نہیں جاتیں۔

عبدالرشید۔ حقیقت ہے عام گریجوایٹ لوگوں کا رُجحان اخبار بینی اور سیاسیاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرنا اور اس کے علاوہ اُن کو کسی طرح کا کوئی ذوق ہی نہیں ہے۔

جاوید۔ مولوی صاحب خدائے قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ہم بھی سارے کے سارے ایسے ہی تھے۔ مگر آپ کے ساتھ شبانہ روز تبادلۂ خیالات کرتے کرتے ہماری رُوحوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو گیا ہے (سعید صاحب پر رقت طاری ہو گئی اور باقی بھی نہایت عقیدت سے متوجہ ہیں)

مَیں تو حیران ہوں کہ والد صاحب میرے لڑکپن میں مجھ کو زبردستی نماز پڑھاتے۔ مَیں اُن کے سامنے تو نماز پڑھتا۔ مگر ان کی غیر حاضری میں ایک بھی نہ پڑھتا۔ مگر اب قرآنی مسائل کی برکت سے نماز میں لطف آتا ہے۔ اور طبیعت میں ایک گونہ سکون پیدا ہوتا ہے

عبدالرشید۔ مَیں تو اس ذہنی اور روحانی انقلاب پر فقط دلی طور پر مبارک باد ہی کہہ سکتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے دینی ذوق کو اور بھی زیادہ کرے۔ ہاں آگے سُنئے۔

اس نظم میں اٹلی کے حبشہ پر ظالمانہ حملے کی مذمّت اور اہلِ یورپ کی سفاکانہ سیاسی منطق پر لعنت کن الفاظ میں برسائی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی جینوا جس کو اقوامِ عالم کا "دارالامن" ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ... اس کا پول کس طرح کھولا گیا ہے۔

زندگانی ہر زماں در کشمکش
عبرت آموز است احوالِ حبش
شرعِ یورپ بے نزاعِ قیل و قال
برّہ را کرد است بر گرگاں حلال

انسانی زندگی میں ہزاروں طرح کے نت نئے تغیّرات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آج ہماری آنکھوں کے سامنے حبشہ کا معاملہ ایک نہایت عبرت آموز سبق پیش کر رہا ہے۔

یُورپین حکومتوں نے ابی سینا پر اٹلی کے حملے کو اپنی ظالمانہ شرع میں جائز قرار دیا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ ان ظالم حکومتوں نے بھیڑیا کا حق تسلیم کر لیا ہے کہ وہ جب چاہے معصوم بھیڑوں کے گلہ پر حملہ کر دے اور جتنی چاہے کھا جائے

سعید۔ دیکھئے۔ اقبال مرحوم کی قومی رگِ حمیت میں کس قدر تڑپ موجود ہے۔

عبدالرشید۔ آگے فرماتے ہیں۔

نقشِ نو اندر جہاں باید نہاد
از کفن دُزداں چہ اُمید کشاد
در جنیوا چیست غیر از مکر و فن
صیدِ تو ایں میش و آں نخچیرِ من

اے مسلمانو آپ کا فرض ہے کہ آپ اس پُرفتن دَور میں ایک نئی زندگی کا آغاز کریں۔ کفن چور (اہلِ یورپ) حکومتوں سے دُنیا میں امن و امان ہرگز قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ اقوامِ متحدہ کا مرکز جنیوا مکر و فریب کا اڈا ہے۔ اس جگہ ظالم اور جابر حکومتیں کمزور حکومتوں کے حصّے بخرے کرنے کے لئے اکٹھی ہوتی ہیں۔ ان سے امیدِ عدل و انصاف احمقانہ توقع ہے۔

اے اسیرِ رنگ پاک از رنگ شو
مومنِ خود کافرِ افرنگ شو
رشتۂ سود و زیاں در دستِ تست
آبروئے خاوراں در دستِ تست
ایں کہن اقوام را شیرازہ بند
رائتِ صدق و صفا را کن بلند
اہلِ حق را زندگی از قوّت است
قوّتِ ہر ملّت از جمعیت است

ان اشعار میں مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات کی دعوت نہایت لطیف پیرائے میں دی گئی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً دین اسلام اور اس کے احکام اللہ تعالےٰ کا تجویز کردہ رنگ ہے۔ اور دُنیا میں کون ہے جس کا رنگ خدائے قدوس کے

باقی صفحہ ۱۴ پر

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کے ارشادات و افادات

ضبط: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ

حضرت الشیخ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کے درس حدیث - معارف ربانی و علوم نبوی کی ایک ایسی بحر ناپیدا کنار ہوتے - جس میں اسرار غریبہ و حکم شرعیہ کے بیش قیمت موتی بکھرے ہوتے - علوم نبویہ کے وہ بلند پایہ مضامین ہوتے جو نائب رسول کے درس حدیث میں سیلاب کی طرح امڈ آتے - خوش قسمتی سے مجھے حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سابق الاستاذ دارالعلوم دیوبند کے ہاں بعض ایسے مسودات دیکھنے کا شرف برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا جو درس بخاری شریف و ترمذی شریف کے دوران اکثر بلفظہٖ قلمبند کئے اور بعض اپنے ارشد تلامذہ سے حضرت استاذ موصوف نے ضبط کرائے -

اب جبکہ حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوری دامت برکاتہم کے درس قرآن میں شمولیت کے لئے بندہ و برادرم مولانا سمیع الحق صاحب کا آنا ہوا تو سعادت نصیبی سے ان گرانمایہ جواہر پاروں کے چند انمول اقتباسات برادر موصوف کے ہاں کاغذات میں ملے جو عامۃ المفہیم اور اصلاح و ہدایت خلائق سے متعلق ہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح کے ان ارشادات عالیہ سے طالبین ہدایت کو ایمان و یقین عزیمت و جہاد کی روشنی مل سکتی ہے -

(شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ حال مقیم مدرسہ قاسم العلوم لاہور)

(۱) سوال کیا گیا کہ جس مردے کا کفن کھدر کا نہ ہو حضرت والا اس کا جنازہ نہیں پڑھواتے - اس کی کیا وجہ ہے - حضرت نے فرمایا - میں نے قصد کر رکھا ہے کہ ایسی جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤں - اگرچہ شریک تو ہوتا ہوں اس کے چند وجوہات ہیں - کھدر ہمارے مسلم بھائیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے - نیز کھدر کے دھاگوں میں ماوا جو ہوتا ہے - وہ نجس نہیں - یورپ کے لٹھوں میں جو ماوا ہوتا ہے وہ نجس ہے - انسائیکلو پیڈیا سے ہم نے ماوا کا نسخہ نکال کر اس کا نجس ہونا معلوم کیا ہے علماء کرام باریک کپڑے کو استعمال کرتے ہیں اولاً اسے پاک کرنا ضروری ہے - جنازہ میں ایسے کپڑے کا استعمال کرنا ناجائز ہے - اپنے بھائی مسلم کے ہاتھ کا کتا ہوا - سوت بلا ماوا بھی ہے اور اپنے ہی فائدے کا باعث بھی ہے - دشمن کو امداد و نفع پہنچانا ناجائز ہے ولائتی کپڑوں کا خریدنا بھی اسی واسطے ناجائز ہے - اسی طرح بعض امور میں مثلاً کسی نکاح میں مہر فاطمی ۵۰۰ درہم نہ ہو تو وہ نکاح نہیں پڑھواتا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا - مجھے زمین کے مشرق اور مغرب سمیٹ کر دکھائے گئے ہیں - اس بنا پر فرمایا قسم ہے کہ فقر کے دفیعے کے متعلق میں مطمئن کر دیا گیا ہوں - خوف مجھے اس کا ہے کہ جس طرح اوروں پر دنیا پھیلائی گئی تھی تم پر نہ پھیلائی جائے - دنیا اپنے شرور و فساد سے آکر اپنے ساتھ حسد و بغض عداوت لاتی ہے - تین چیزیں دنیا میں زر - زن - زمین یہ تین زاء بنیاد فساد ہیں - زمین کی وجہ سے کذب و افترا و قتل و فساد وغیرہ آتے ہیں - جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا - یوں ہوا - کلا ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ الآیۃ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہٖ لبغوا فی الارض فقیر و محتاج بسا اوقات تکلیف میں ہوتا ہے مگر خدا کو یاد رکھتا ہے - بسط دنیا میں خدا بھول جایا کرتا ہے -

(۳) حضرت خبیب رض کے واقعہ شہادت و روایت بخاری کے شرح کے بعد فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - یوشک ان یاتی علیکم زمان تداعی علیکم کما تداعی الآکلۃ علی القصعۃ - عنقریب چاروں طرف سے تم پر دھاوا بولیں گے - اہم آپس میں ایک دوسرے کو تم پر حملہ کرنے کیلئے بلائیں گے - قالوا امن قلۃ یا رسول اللہ صحابہ رض نے عرض کی - قال لا بل انتم اکثر من ھذا الیوم ولکن غثاء کغثاء السیل - تم ان دنوں سیلاب پر کوڑے کرکٹ کی طرح ہوگے جیسے سیلاب کے پانی پر گھاس پھونس ہوتا ہے ویلقی فیکم الوھن قالوا وما الوھن یا رسول اللہ قال حب الدنیا و کراھیۃ الموت - حب دنیا اور موت سے ڈرنا مسلمان کو تو سبق دیا گیا تھا کہ شہید ہو جانا کفار کے ہاتھ سے فی سبیل اللہ اعلیٰ درجہ کا کمال ہے - لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم الا خوف علیھم الآیۃ یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین - پس بشارت مسلمانوں کو ملی تھی - مسلمانوں کا یقین تھا کہ خدا کے راہ میں شہید ہونا سب معاصی کے محو کا ذریعہ ہے کفی بالسیف محاء للذنوب - الجنۃ تحت ظلال السیوف مرنا زندگی سے زیادہ محبوب تھا - اس لئے ان میں غیر معمولی جرأت تھی - ہمیشہ فرار و کمزوری حواس موت سے ڈرنے کے باعث ہوا کرتی ہے - اگر انسان کے حواس درست ہوں تو کوئی دشمن اس پر غلبہ نہیں پا سکتا - زوال حواس و خوف مرگ عموماً عالم اسباب میں مغلوبیت کا باعث ہے اور اگر موت کا خوف نہ ہو تو مقابل کو موت کے گھاٹ اتارنے میں توقف نہ ہوگا - مسلمان موت سے نہ ڈرتا تھا - اسی واسطے بڑی شجاع قومیں اس پر غالب نہ آ سکیں - سعد ابن ابی وقاص رض نے قادسیہ کی جنگ میں رستم کو جو سپہ سالار فارس تھا - مسلمانوں سے تین چار گنا فوج رکھتا تھا - پارسیوں کا جرنیل تھا - جرنیل اسلام سعد رض نے اسے خط لکھا کہ یا تو تم مسلمان ہو جاؤ - ورنہ جان لو کہ ہمارے پاس ایسے لڑنے والے ہیں - جن کو موت پارسیوں کے شراب سے زیادہ محبوب ہے - بلکہ اس سے بھی زیادہ - پارسیوں کو شراب سے عشق تھا - مسلمان موت کو معشوق جانتا تھا - اس لئے زبردست تھا - آج موت سے ہر مسلمان ڈرتا ہے - سب خلفشار اسی خوف مرگ و احساس کمتری سے پیدا ہوئے ہیں - ورنہ اس طرح سے برادران وطن اس قدر جرأت نہ کر سکتے اگر مسلمان موت سے نہ ڈرتے - بزدلی و نامردی چھائی ہوئی ہے - خدا کو تم نے چھوڑ دیا - من کان للہ کان اللہ لہٗ گڈھ مکتیشر میں جمعہ مساجد سے صرف ایک مسجد میں اذان ہوتی تھی - اس لئے یہ حشر ہوا (وہاں کے مشہور فساد کو اشارہ فرمایا) عموماً شعار کفار کی طرف توجہ ہے اسلامی شعار کو دامن خداوند کو چھوڑ دیا ہے تعلیم تو اس کی دی گئی تھی کہ مسلمان مریں تو شہید ہیں - زندہ رہیں تو غازی - زندگی بھی اچھی اور موت اس سے بھی بہتر ہے آج ہمارے اندر بزدلی و نامردی پیدا ہو

گئی ہے ۔ بے حواسی کا زور ہے ۔ نہ فنون جنگ سیکھنے کا مشق ہے ۔ ہندو مندروں میں مشق کرتے ہیں ۔ ارشاد تو ہوا تھا واعدوالھم ہمیشہ تیار رہو اپنے تحفظ کے واسطے ۔ اگر تم پر کوئی چڑھ دوڑے تو تم میں تو فداکاری جان پر کھیل جانا ہو ۔ تنظیم ہو ۔ بزدلی و نامردی نہ ہو ۔ تم کہتے ہو کہ ہم کیسے اعداد کریں ۔ بندوق نہیں رکھتے مگر مااستطعتم سے قلوب اعداء پر دھاک تو بٹھاؤ ۔ گوروں میں جسمانی طاقت بہت ہے ۔ مگر قلوب میں ان کی قوت نہیں ہے ۔ سرحد میں جو لڑنے جاتے تھے ۔ جہاں پٹھان تلوار لے کر سامنے آئے خود بخود زمین پر گر پڑتے تھے ۔ اگرچہ دور سے اچھے لڑتے ہیں ۔ مسلمانوں کی بہادری اس تلوار سے تھی مسلمان اپنی تلوار زنی میں مشہور ہے (اس لئے دشمن کو دور سے لڑنےوالے آلات ایجاد کرنے پڑے ۔ نصف یورپ کو جب اسلام نے فتح کیا تو اس نے دو تدبیریں کیں ۔ اول ایسے آلات جو دور سے ان کو فنا کر دیں ۔ دوم قلوب مسلم سے دیانت و شجاعت نکالنا ۔ اس کے واسطے ترکوں میں تفرقہ و الحاد پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں جو کامیاب ہوئیں ۔ شجاعت کا قوت قلبی پر مدار ہے رعب آ جائے تو ہیر طاقت جواب دے دیتی ہے ۔ تاتاریوں کا مسلمانوں پر جو حملہ ہوا ہے ۔ ایک مسجد میں چالیس مسلمان ہوتے ۔ ایک تاتاری عورت داخل ہو کر سب کے سب کا سر کاٹ لیتی ۔ مرعوب ہونے کی وجہ سے قوی اشخاص کے جماعت سے مقابلہ نہ ہو سکا ۔ اس لئے ضرورت ہے مسلمانوں کو خصوصاً جبکہ وہ اقلیت پر ہوں ۔ کہ اپنے اندر ضعف نہ آنے دیں ۔ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم ۔ خدا پر اعتماد کریں ۔ ہتھیار عدد سامان پر بھروسہ نہ کرو ۔ اعتماد علی اللہ کرکے کفار کا مقابلہ کرو ۔ اس کو کہا گیا ۔ بلی ان تصبروا وتتقوا یاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ الخ ۔ کثرت عدد و عدو سے نہیں ہے ۔ خدا کی طرف سے ۔ اگر قلوب ثابت کر دیئے جائیں تو کامیابی ہے فرمایا ۔ قاری و محدث اور ہر مسلمان کے واسطے اپنی نیت کی پڑتال و تفتیش کرنی ضروری ہے ان النفس لامارة بالسوء ۔ محققین نے کہا ہے کہ ایاک نعبد میں تو مصلی دعوے کرتا ہے ۔ کہ سوائے خدا عزوجل کے کسی کو مقصود بالعبادت نہیں بنایا جاتا ۔ حالانکہ بسا اوقات نماز لوگوں کے ریا کے واسطے ۔ لوگوں کے سامنے قرأت سنانے کے لئے ہوتی ہے ۔ نفس کی غرض شامل حال ہوتی ہے ۔ بہت سے خطرات ہیں عبادت کے اندر ۔ تو یہ دعوے ایاک نعبد بہت بڑی شئے کا دعوے ہے اور اس وعدہ میں انسان بغیر امداد خداوندی کے فائز نہیں ہو سکتا ۔ اس واسطے کہ نفس و شیطان کی شرارتیں ہر شئے کے اندر داخل ہیں ۔ خطرات و وساوس قلب سے بچنا مشکل ہے ۔ اس لئے ایاک نستعین کہا کہ ہم نے جو عبادت خالصة لوجهك کا وعدہ کیا ہے ۔ اس کے آپ کی امداد درکار ہے ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ حلقہ احباب

(صفحہ ۱۲ سے آگے)

تجویز کردہ رنگ سے زیادہ خوبی و جمال رکھتا ہے ۔ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! شومئ قسمت سے ہم نے بھی غیروں کی تہذیب و تمدن کو اپنایا ہوا ہے ۔ اور برسوں سے یہ چیز لعنت بن کر ہم پر مسلط ہے ۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اغیار کی روش حیات سے منہ موڑ کر خدائی احکام کے مطابق اپنی زندگی بنائیں ۔ ہماری کامرانی و ناکامی کے اسباب خود ہمارے عزائم اور کردار سے وابستہ ہیں ۔ اہل مشرق کی عزت و ناموس کی باگ ڈور ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے ۔

ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو ۔ (ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ۔ عادت اللہ یہی رہی ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا ۔ جب تک افراد قوم اپنے عزائم و افکار میں کوئی از خود تغیر پیدا نہ کرلیں ۔

آگے وہی دعوت کے الفاظ دہرائے گئے ہیں ۔ کہ اے مسلمان اپنی بکھری ہوئی جمعیت کو ایک مرکز پر اکٹھا کیجئے اور اس کمزور کی دنیا میں قرآنی دستور کا جھنڈا یعنی رایت حق و صداقت بلند کیجئے ۔ تعدد خلفاء کو اڑا دیجئے ۔ تمام اسلامی سلطنتیں ایک جگہ پر اپنا مرکز تجویز کریں اور اپنی حیثیت صوبوں کی سمجھیں ۔ یہ اتحاد باہمی ہے ۔ جس میں اہل حق کی زندگی کا راز مضمر ہے ۔ کیونکہ کسی قوم کی زندگی کی حفاظت فقط قوت سے ہو سکتی ہے ۔ اور قوت کو حاصل کرنے کے لئے افراد قوم میں ناموس وحدت فکری کا ہونا شرط اولین ہے ۔

(اب نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے ۔ لہٰذا مولوی عبدالرشید صاحب ان اشعار کے بعد کتاب بند کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اور باقی حصہ اگلے دن بیان کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں ۔)

مدرسہ اشرفیہ کی علمی خدمات

مدرسہ اشرفیہ سکھر ایک خالص دینی درسگاہ ہے جس میں اردو فارسی، حساب، تاریخ کے ساتھ ساتھ قرآن پاک حفظ و ناظرہ اور درس نظامیہ کے مطابق اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ ۱۴ سال کے اس قلیل عرصہ میں مدرسہ میں چونسٹھ طلبہ نے قرآن پاک حفظ ناظرہ ختم کر لیا اور تقریباً چار پانچ سو طلبہ نے قرآن پاک کی جزوی تعلیم حاصل کی اور عربی فارسی کے درجات میں اب تک ڈیڑھ سو کے قریب طلبہ استفادہ کر چکے ہیں ۔ پچیس ۲۵ ہزار تبلیغی کتب اور پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے ہیں اور اٹھائیس ۲۸ ہزار تبلیغی خطوط و اشتہارات ملک میں روانہ کئے گئے ۔ جس سے کافی دینی نفع ہوا ۔ امسال مدرسہ کی طرف سے تراویح میں قرآن پاک حسبة للہ سنانے اور سننے کیلئے اکیس حافظوں کا انتظام کیا گیا ہے اور یہ تمام خدمات بغیر کسی سرکاری نیم سرکاری امداد کے محض عوام کے تعاون سے انجام پا رہی ہیں ۔ مدرسہ کا سال گذشتہ کا خرچ تیئیس ۲۳ ہزار روپیہ سے زیادہ تھا ۔ اور آئندہ سال کا تخمینہ چالیس ۴۰ ہزار کے قریب ہے ۔

اس لئے اسلام پسند اور دیندار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اس درسگاہ کی ترقی و استحکام میں حسب حیثیت حصہ لے کر اس کے فیوض کو زیادہ سے زیادہ عام کریں اور درمے دامے سخنے جس قدر ممکن ہو سکے ادارہ کی خدمت فرمائیں اور اخلاص و قلب کے ساتھ ترقی و استحکام مدرسہ کے لئے مخصوص دعا فرمائیں ۔ فقط آپ کے اشتراک کا امیدوار

محمد احمد تھانوی
ناظم مدرسہ اشرفیہ کونسل روڈ سکھر

از جناب مولانا احمد حسن صاحب ایم اے لکھنؤ

قرآن کی دعوتِ عمل

مقصدِ خلق

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کسی مقصد کے لئے پیدا کی اور اسے اس مقصد کو پورا کرنے کا اہل بھی بنایا (رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اسے ہدایت دی۔ یعنی پیدائش کے مقصد کی تکمیل کا اہل بنایا۔

تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف اور باقی اشیاء کو اس کا خادم قرار دیا۔ (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ)

سورہ الحج رکوع ۹ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ (سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ)

سورہ النحل رکوع ۲ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں۔

(سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ) سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اس نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ جو اپنی راہ طے کر رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ (سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ)

سورہ لقمان رکوع ۳ پارہ ۲۱

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

کائنات کی تمام چیزیں خواہ وہ جمادات ہوں یا نباتات یا حیوانات یا ملائکہ انسان کی کسی نہ کسی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ جسے وہ آلہ کی طرح ارادہ اور اختیار کے بغیر انجام دے رہی ہیں۔ لہٰذا قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت کیا ہے۔ یہ قرینِ قیاس نہیں ہے کہ دیگر مخلوقات کا ایک معین مقصد ہو۔ اور اشرف المخلوقات کا کوئی مقصد نہ ہو۔ اس کو بدرجۂ اولیٰ با مقصد ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس چیز کی جتنی بڑی حیثیت ہوتی ہے اتنی ہی بڑی اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان بھی عبث پیدا نہیں کیا گیا۔

(اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تم نے گمان کیا کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا۔ اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

(اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی)

سورہ القیٰمۃ رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔

انسان کی حیثیت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا بھی ایک خاص مقصد ہے جس کے حصول کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ یہ مقصد اس کے فرضِ منصبی کی ادائیگی ہے۔ وہ منصب کیا ہے؟ (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً)

سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

خلیفہ کا فرض ہے۔ کہ اپنے خلیفہ بنانے والے کے قانون کو نافذ کرے۔ دنیوی سلاطین بھی اپنے خلفا سے وفاداری اور اطاعت کا حلف لیا کرتے ہیں۔ احکم الحاکمین نے بھی انسان سے ایسا حلف لیا۔

(اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) سورہ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

اور انسان نے اقرار کیا۔ "بلیٰ" (ہاں)

خالق نے اس کی پیدائش کا یہ مقصد قرار دیا۔

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ)

سورہ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

یہ پوری زندگی پر مشتمل ہے۔

(اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورہ الانعام ع ۲۰ پ ۸

بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے۔ جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں فرمانبرداروں میں اول ہوں۔

خلیفہ اپنی مرضی کا نہیں بلکہ اپنے مقرر کرنے والے کی مرضی کا پابند ہوا کرتا ہے۔ خادم خود پروگرام تجویز نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے آقا کے بنائے ہوئے پروگرام کو نافذ کرنے کا مکلف ہوتا ہے۔ وہ اپنی رائے سے یہ طے کرنے کا مختار نہیں ہوتا کہ اس کا مالک کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا۔ اگر وہ اپنی بصیرت سے آقا کی پسند اور ناپسند کا فیصلہ کرے تو سخت مشکلات میں مبتلا ہو جائے۔ اور انتہائی کوشش کے باوجود ناکام رہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بعض کام اس کے نزدیک پسندیدہ ہوں۔ اور مالک کو ناپسند ہوں۔ اور بالعکس۔ لہٰذا ارحم الراحمین نے از راہِ کرم اس فیصلہ کا بار انسان پر نہیں ڈالا بلکہ اس کی ہدایت اپنے ذمہ لی۔

(اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی) سورہ اللیل پارہ ۳۰

بے شک ہمارے ہی ذمہ ہدایت ہے۔

(اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ) سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔

اور ابتدا ہی میں اس کو آگاہ کر دیا۔ کہ میرے احکام تیرے پاس آئیں گے۔ جن کے اتباع کا انجام اچھا اور عدم اتباع کا نتیجہ خراب ہوگا۔

(فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ)

سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

پس اگر تمہارے پاس میری ہدایت آئے۔ تو جو کوئی میری ہدایت کا اتباع کرے گا تو ایسے لوگوں کو نہ خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غم کریں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کریں گے وہ جہنمی ہونگے۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسان دنیا کے عیش و آرام اور لذتوں میں

منہمک ہوکر روزِ الست کے معاہدہ کو فراموش کر دے گا - اور صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے گا - اس لئے اس نے ایک نبی پر اکتفا نہیں کی بلکہ یاد دہانی کے لئے یکے بعد دیگرے ہر زمانہ - ہر قوم اور اور ہر مُلک میں بکثرت انبیاء بھیجے

(وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ) سورہ یونس رکوع ۵ پارہ ۱۱

ہر قوم کے لئے ایک رسول (بھیجا گیا)

(لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا)

سورہ النحل رکوع ۵ پارہ ۱۴

بے شک ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا۔

(اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ ۝)

سورہ الفاطر رکوع ۳ پارہ ۲۲

ہر قوم میں کوئی ڈرانے والا آیا۔

اُنہوں نے انسان کو اس کا بھولا ہُوا عہد یاد دلایا - اور اللہ کا قانون بے کم و کاست پہنچا کر راہِ راست دکھائی - ان کی دعوت پر لبیک کہنے والوں نے فلاح پائی اور ان سے روگردانی کرنے والے ہلاک ہوئے -

انسان بار بار اپنے عہد کو بھولتا رہا - اور اللہ تعالےٰ انبیاء کے ذریعہ سے یاد دلاتا رہا - آخر اب سے چودہ سو برس قبل جبکہ ساری دُنیا صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر بغاوت کی راہ پر لگ گئی تھی اور اپنے خالق سے مُنہ موڑ کر غیر اللہ کی بندگی کر رہی تھی - اور آگ کے گڑھے میں گر کر تباہ ہونے والی تھی اللہ تعالےٰ نے اپنی قدیم سُنّت کے بموجب اپنے بہترین بندہ کو تمام عالم کی ہدایت کے لئے منتخب کیا - تاکہ انسان اپنا مرتبہ پہچان کر ایمان اور عملِ صالح کے وسیلہ سے اپنے رب کا قرب حاصل کرے - جو اس کی پیدائش کا مقصد ہے -

پیغمبرِ اسلام کی بعثت

دُنیا زبانِ حال سے بارگاہِ الٰہی میں فریاد کر رہی تھی کہ اے رب العالمین اے تمام کائنات کی جسمانی اور رُوحانی تربیت کرنے والے - تُو نے انسان کے سر پر فضیلت اور کرامت کا تاج رکھ کر اس کو تمام مخلوقات کا مخدوم بنایا - اس کی جسمانی ضرورتوں کو پُورا کرنے اور مادی وجود کو قائم رکھنے کے لئے آسمان سے زمین تک اتنا بڑا کارخانہ پیدا کیا - سورج، چاند اور ستاروں کو اس کی خدمت میں لگا دیا - دُنیوی رزق اور آرام و آسائش کے دروازے اس پر کھول دیئے - لیکن انسان صرف جسم کا نام نہیں ہے - بلکہ جسم اور روح کا مجموعہ ہے - یہ تیری شانِ ربوبیت کے خلاف ہے کہ تُو اس مادّی خول کو باقی رکھنے کے لئے اتنا وسیع انتظام کرے اور رُوح کو جو زیادہ اہم ہے نظر انداز کر دے - لہٰذا تو حسبِ وعدہ اس کے روحانی چمن کو سیراب کرنے کے لئے ابرِ رحمت برسا دے اور نسلِ انسانی کو بربادی سے بچا لے - انسان راہِ راست سے بھٹک کر ٹھوکریں کھا رہا ہے - اسے اس صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے - جس پر تیرا انعام پانے والے لوگ چلے تھے - اور ان غلط راستوں سے بچا جن پر چلنے والے تیرے غضب کے مستحق ہُوئے تھے -

(اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ)

سورہ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

مجھ کو پکارو - مَیں تم کو جواب دُونگا -

کا وعدہ کرنے والے نے انسان کو بھٹکتا ہُوا نہ چھوڑا - اور اس کو اپنی راہ پر چلانے کے لئے پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا جنہوں نے نورِ الٰہی سے تاریک دُنیا کو روشن کیا - اور گمراہ انسان کو صراطِ مستقیم دکھائی -

(قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ لا یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - اس کے ذریعہ سے اللہ اس شخص کو جو اس کی رضا کا طالب ہو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے - اور ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے - اپنے اذن سے اور ان کو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے -

آفتابِ رسالت نے پوری آب و تاب سے رُوحانی افق پر نمودار ہو کر سوئی ہوئی مخلوق کو بیدار کر دیا - اور اس میں ایک نئی رُوح پیدا کر دی - جاہل اور وحشی عربوں کو قلیل مُدّت میں متحد اور منظم کرکے ایک بلند کردار اور با اقتدار قوم بنا دیا - جس سے متمدّن قومیں بھی آج تک اخلاق اور انسانیّت کا درس لیتی ہیں - تاریخِ عالم میں ایسے ناگہانی مادّی اور رُوحانی انقلاب کی نظیر نہیں ملتی - جس کی کوئی توجیہ مورخین اب تک نہیں کرسکے - اس سے پہلے بھی بے شمار انبیاء مبعوث ہوچکے تھے - اور ان پر کتابیں نازل ہُوئی تھیں - جن میں زندگی کے اصول بتائے گئے - لیکن ان کی حیثیت وقتی تھی - اس لئے ان کی تعلیم کامل نہیں تھی - اور ان کی حفاظت کا وعدہ اور انتظام نہیں کیا گیا - اس کے برخلاف قرآن خدا کا مکمل - عالمگیر اور آخری پیغام ہے جو قیامت تک تمام انسانوں کی ہدایت کا کفیل ہے - اس نے گزشتہ تمام ادیان کو منسوخ کرکے سارے جہان کو ایک خاندان قرار دیا - اور اس جہالت و ضلالت کی تاریکی سے نکال کر علم اور ہدایت کی روشن فضا میں پہنچایا - اس لئے اللہ تعالےٰ خود اس کا محافظ بنا -

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

بے شک ہم ہی نے یہ ذکر نازل کیا - اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں -

حاملِ قرآن کو فوج یا تلوار سے نہیں بلکہ صرف قرآن سے وہ بے پناہ رُوحانی قوّت حاصل ہوئی کہ بڑی سے بڑی دنیوی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکی - کفر و عصیان کا نام و نشان مٹ گیا اور اسلام و ایمان کی حکومت قائم ہوگئی -

(جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ط)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵

حق آگیا اور باطل غائب ہوگیا - بیشک باطل غائب ہونے والی چیز ہے -

قرآن مجید کی تعلیم کا یہ نتیجہ اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے -

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اس کے بعد ایک اور انقلاب برپا ہوا - قرآن کا ارشاد ہے

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۲ پ ۱۳

بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے -

(باقی آئندہ)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

عید الفطر مبارک

از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لدھیانوی

تمام اقوام میں ایک دو یا چند دن زمانہ قدیم سے ایسے چلے آئے ہیں۔ جن میں وہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں حسب استطاعت عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں۔ عمدہ عمدہ غذائیں فراہم کرتے ہیں۔ تمام کاروبار بند کرکے ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں اور اپنی محبت و یگانگت اور اجتماع کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیئے کیونکہ اگر سارے سال میں ہنسی خوشی کا کوئی دن بھی ایسا نہ ہو کہ خویش و اقارب اور دوست و احباب باہم مل کر خوش ہوں اور ایک دوسرے کی صحبت میں افکار دنیا کو بھول جائیں تو سچ مچ زندگی اجیرن ہو جائے۔ اس لئے یہ مواقع بڑی غنیمت ہیں۔

تہواروں کا مقصد

ان عیدوں یا تہواروں کا مقصد یہ ہے کہ ملت میں اجتماعی اتحاد اور عام خوشی کا اظہار ہو، یہ مقصد ویسے تو پورا ہو نہیں سکتا کیونکہ صورتِ حال یہ ہے کہ اگر زید کے گھر خوشی ہے تو بکر کے گھر ماتم ہے۔ کہیں انبساط کے نغمے بلند ہو رہے ہیں اور خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں۔ تو کہیں آہ و بکا کا محشر بپا ہے اور صدائے ماتم بلند ہو رہی ہے۔ غرض فطری اور عموی طور پر انسانوں کی قسمت میں یہ کہاں کہ زید کی خوشی پوری قوم کی مسرت بن جائے اور ملت کے تمام افراد خوشی و مسرت کا عام اظہار کر سکیں اور قومی و ملی وحدت و مسرت کا سماں آنکھوں کے سامنے آ جائے۔

دوسرا مقصد ان تہواروں کا یہ ہے کہ کسی خوشی اور غم کے تاریخی واقعہ کو یاد رکھا جائے تاکہ قومی و ملی زندگی پیدا ہو یا زمین و آسمان کے فطری انقلابات موسموں کے تغیرات اور چاند و سورج کی حرکات کو وجہ مسرت بنا لیا جائے چونکہ ہر مذہب کا نقطۂ نظر یکساں نہیں۔ اور ان کے عقائد و تخیلات میں یگانگت نہیں اس لئے ان دونوں کے انتخاب اور تعین میں یکسانی نہیں اور ایک قوم کے تہوار دوسری قوم کے تہواروں سے الگ ہیں۔ مگر جو لوگ اقوام عالم کے معتقدات و لٹریچر پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سوائے اسلام کے تمام اقوام مذاہب کے تہوار مبہم ابتداؤں، خیالی تمہیدوں کی بھی یاد تازہ کرتے ہیں۔

اسلامی عید

مگر اسلامی عید خدا کے فضل سے تمام عیوب سے پاک ہے اور اخلاقی و روحانی عظمت و برتری کا ایک بہترین نمونہ اور دلکش منظر ہے۔ مسلمانوں کی عید، شراب و کباب جوابازی، آتشبازی، رنگ پاشی، ناچ و رنگ کی عید نہیں۔ بلکہ خالق کائنات کی توحید و تمجید اور شانِ عبدیت کا عالمگیر مظاہرہ ہے۔ مسلمانوں کی عید شکرانہ کی عید ہے۔ تکبیر و تہلیل کی عید ہے۔ سجدۂ عبودیت کی عید ہے۔ اظہار تذلل و انکساری کی عید ہے۔ اس بات کی خوشی ہے کہ خدائے واحد نے اپنے موحدوں کو اپنے احکام اور انعام و اکرام سے سرافراز کیا۔ ظلمتکدہ عالم میں نور ہدایت بخشا۔ ستارہ پرستی۔ بت پرستی۔ مظاہر پرستی اور دیگر ہر قسم کی پرستیوں سے بچا کر توحید کی صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ تادیب نفس، کسرت شہوت اور حصول اتقا کی توفیق بخشی اور اپنے فرمانبردار بندوں پر کرم کیا۔ اور مومنین قانتین نے سارا ماہ روزوں میں گذارا۔ پس اصلی خوشی، تحقیقی مسرت اور واقعی انبساط تو اُس کا ہے۔ جس نے اس ماہ میں روزے رکھے اور تقویٰ و پرہیزگاری حاصل کی۔

ایک طویل حدیث میں حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں۔ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں (راستوں) کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جن کو جنات و انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے۔ پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اس رب کریم کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں۔ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اور اے ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے۔ کہ اُس کی مزدوری پوری پوری دی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور اپنی مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارہ میں جو سوال کروگے عطا کروں گا۔ اور دُنیا کے بارہ میں جو سوال کروگے۔ اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کرونگا۔ میری عزت کی قسم جبتک تم میرا خیال رکھوگے۔ میں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہونگا میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس اُمت کو عید کے دن ملتا ہے۔ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کھل جاتے ہیں۔ کذا فی الترغیب۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کرکے دونوں عیدوں کی راتوں میں جاگے اور عبادت میں مشغول رہے۔ اس کا دل اُس دن نہ مریگا جس دن سب کے دل مر جائیں گے۔

فقہائے نے عیدین کی رات میں جاگنا مستحب لکھا ہے

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں کے دو روز ایسے ہوتے تھے۔ جن میں یہ لہو و لعب کیا کرتے تھے۔ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دن کیسے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یہ دو روز ہمارے کھیل کود کے واسطے مخصوص ہیں۔ ہم جاہلیت میں اسی طرح کیا کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے تم کو دو روز عید الضحیٰ اور عید الفطر عطا کئے ہیں۔ ان دونوں سے یہ بہتر اور افضل ہیں۔

(مشکوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین)

صدقہ فطر کا سبب

دنیاوی بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب

کوئی ان کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے جاتا ہے تو کچھ تحفہ اور نذر لے جاتا ہے۔ اسی طرح پورا ماہ روزوں میں گزار کر عید کے دن بارگاہ خداوندی میں شرف حضوری حاصل کرنے کا نذرانہ صدقہ فطر ہے۔ مگر اللہ اللہ کتنا معمولی کہ ہر شخص بآسانی گزارہ سکتا ہے۔

دوسرے اسلام اپنے افراد میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے۔ امیروں اور غریبوں کو دوش بدوش کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ ایک کی خوشی سب کی خوشی بنانا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد اور معاون بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے صدقہ فطر کا حکم دیا تاکہ امراء کی عید کے ساتھ غربا کی بھی ہو جائے۔ پس عید کا حقیقی احترام اور اصلی خوشی اس میں ہے کہ صدقہ فطر دیا جائے۔ یہ صدقہ جس کی مقدار دو سیر گندم ہے اپنی طرف سے اور اپنے تمام اہل و عیال کی طرف سے عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

عید منانے کا مسنون طریقہ

عیدین کی نماز حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ بھی لازمی ہے اور بعد نماز اس کا سننا ضروری ہے۔ عیدالفطر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز تناول فرمایا کرتے تھے۔ ایک راستہ سے جاتے تھے۔ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔ اس لئے کہ اجتماع کا ایک مقصد دوسری متمدن اور طاقتور قوموں پر اپنی شوکت و یگانگت کا اظہار اور جمعیت و ڈسپلن کو قائم رکھنا بھی ہے۔ نیز اپنی حیثیت عبدیت اور خدا پرستی کا مظاہرہ بھی اور یہ کہ ہماری ہر خوشی اور رنج میں مقصود طاعت رب ہے۔ اس لئے آنے جانے کے دو راستے مقرر کئے گئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک تو روزہ افطار کے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت۔ سو روزہ داروں کو ایک خوشی تو روزہ افطار کے وقت ہو جاتی ہے۔ مگر مکمل خوشی و حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ سنت رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجا لائیں۔

اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ یہ صدقہ غربا اور مساکین کو دیا جائے۔ تاکہ غربا کی عید بھی ہو جائے۔ پھر مسواک کرکے اور نہا دھو کر حسب استطاعت پاکیزہ اور قیمتی لباس پہن کر خوشبو لگائیں اور کوئی میٹھی چیز کھا کر عیدگاہ کو پیادہ پا جائیں۔ راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر پڑھتے جائیں۔ بیہودہ مذاق اور لہو و لعب میں مبتلا نہ ہوں۔ وہاں پہنچ کر تکبیریں ہی پڑھتے رہیں۔ پھر جب جماعت کھڑی ہو تو دیگر نمازوں کی طرح دو رکعت نماز عیدالفطر کی پڑھیں۔ فرق صرف اتنا ہی ہے۔ کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں قبل از سورہ فاتحہ تین تکبیریں زائد اور دوسری میں بعد از قرأت اور قبل از رکوع تین زائد تکبیریں کہیں۔ ان تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے رکھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر خطبہ سنیں اور دوسرے راستہ سے گھر واپس آئیں۔ عید کی صبح کو سویرے اٹھیں اور عیدگاہ سویرے جائیں۔ عید کی نماز بلاعذر شہر میں نہ پڑھیں۔ عید کی نماز شہر سے باہر پڑھیں۔ عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھیں۔ اگر عید جمعہ کے روز واقعہ ہو تو دونوں کی نماز لازم ہے اول واجب۔ دوسری فرض۔ بعض بے علم جمعہ کے روز عید واقعہ ہونے کو نامبارک سمجھتے ہیں۔ یہ زعم بالکل باطل ہے۔ بلکہ اس میں دو برکتیں جمع ہو جائیں گی۔ جس روز قرآن پاک کی آخری آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ پ ۶ ع (ترجمہ) (آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔)

کا نزول ہوا تو یہ منجملہ نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت تھی۔ اسی لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ آیت ہم پر نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفہ کے روز جمعہ کے دن عصر کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدان عرفات میں نبی کریمؐ کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیاء و ابرار رضی اللہ عنھم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف ۸۱ روز حضورؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ ایک حدیث میں یہود کا حضرت ابن عباسؓ سے مذکورہ گفتگو کرنیکا بیان ہے

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے۔ کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تمام دنوں سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدمؑ پیدا کئے گئے۔ اسی روز جنت میں داخل ہوئے اور اسی روز جنت سے خارج کئے گئے۔ اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر آدمی اس کو صحیح طریقہ پر معلوم کرکے دعا کرے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ اور وہ ساعت نہایت خفیف ہے اس ساعت میں جو بندہ نماز پڑھ کر خدا سے سوال کرتا ہے۔ اس کی مراد اس کو عطا کی جاتی ہے۔ یہ ساعت جمعہ کی آخری ساعت ہے۔

حاجی کمال الدین صاحب

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی منبر پر تین آمین

کعب رضؓ بن عجزہ ایک صحابی ہیں۔ وُہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خطبہ دینے کی غرض سے تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ سب لوگ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضورؐ نے اپنا قدم مبارک منبر کے پہلے درجے پر رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر رکھا تو پھر فرمایا آمین اور جب تیسرے درجے پر رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبے سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ حضورؐ آج تو ہم نے آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایک نئی بات سُنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سُنی تھی۔ یہ جو آپؐ نے تین دفعہ آمین ارشاد فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہاں ابھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ جب مَیں نے پہلے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی۔ مَیں نے کہا آمین۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکرِ خیر ہو اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے۔ مَیں نے کہا۔ آمین۔ جب مَیں تیسرے درجہ پر پہنچا۔ تو اُنہوں نے کہا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کے والدین یا اُن میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور وہ اُن کی خدمت کر کے جنّت میں نہ پہنچ جائے۔ مَیں نے کہا آمین۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک طرح سے تین بد دعائیں دی ہیں اور پھر حضور اقدسؐ نے ان تینوں پر آمین فرمائی ہے۔ گویا لانے والے تو مقرب فرشتے اور آمین کہنے والے تمام نبیوں کے سردار۔ بس اللہ پاک ہی اپنے فضل سے محفوظ رکھیں۔ ورنہ ہلاکت میں کچھ بھی تردد نہیں ہے۔

بھلا سوچو کہ جس شخص پہ ایسا مبارک مہینہ بھی اسی طرح گزر جائے کہ اس کے بُرے عملوں اور خطاؤں کی وجہ سے وُہ مغفرت سے محروم رہے۔ تو پھر اس کے لئے اور کونسا وقت ہوگا۔ اس کی ہلاکت میں تو تامّل ہی کچھ نہیں۔ اس کے لئے مغفرت کی صورت تو یہی تھی کہ گیارہ مہینے برباد کر دینے کے بعد اس ایک مہینے میں تو مرمٹتا اور روزہ۔ نماز۔ تراویح۔ تلاوت اور خیر خیرات ادا کر کے اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا۔

دوسری بد دُعا اُس شخص کے لئے کہ جس کے سامنے حضورؐ کا ذکرِ خیر ہو اور وہ حضورؐ پر درود شریف نہ پڑھے۔ حدیثوں میں ایسے شخص کو شقی۔ بخیل۔ جفا کار اور جنّت کا راستہ بھولنے والا۔ حتّٰی کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بد دین تک فرمایا ہے۔ اور وُہ حضورؐ کا چہرۂ انور بھی نہ دیکھ سکے گا۔ حضورؐ کے حقوق اُمّت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے۔ خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان سے محروم رہنا بہت ہی بدنصیبی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ ایک مرتبہ درود بھیجنے سے اللہ پاک اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ فرشتے اس کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ نیز گناہوں کا معاف ہونا۔ درجات کا بلند ہونا۔ اُحد پہاڑ کے برابر ثواب ملنا۔ شفاعت کا اس کے حق میں واجب ہونا اللہ کی رضا اس کی رحمت۔ اس کے غصّے سے امان۔ قیامت کے ہول سے نجات۔ مرنے سے پہلے جنّت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ اور بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگیٔ معیشت اور فقر دُور ہوتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے دربار میں تقرب حاصل ہوتا ہے۔ دُشمنوں پہ فتح ہوتی ہے۔ قلب کے نفاق اور زنگ سے صفائی اور لوگوں میں اس کی عزّت اور محبّت ہوتی ہے۔

تیسری بد دُعا اس کے لئے ہے۔ کہ جس کے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہو اور وہ ان کی ایسی خدمت نہ کرے۔ کہ جس کی وجہ سے جنّت کا مستحق ہو جائے۔ قرآن اور حدیث میں ان کے حقوق کی بڑی تاکید آتی ہے۔ ان کی بے ادبی نہ کرے۔ تکبّر سے پیش نہ آئے۔ اپنی آواز کو اُن کی آواز پہ اونچی نہ کرے۔ ان کا نام لے کر نہ پکارے۔ کسی کام میں اُن سے پہل نہ کرے۔ اور ہر جائز بات میں اُن کا لحاظ اور بہت ہی احترام کرے۔ نیکی کی نصیحت نرمی کے ساتھ کرتا رہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنّت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ تیری جنّت ہیں یا جہنّم۔ یعنی اُن کی رضا جنّت ہے اور ناراضگی جہنّم۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ مطیع بیٹے کی محبّت اور شفقت سے ایک نگاہ والد کی طرف ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر دل چاہے کہ اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی پر مرنے سے قبل دُنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔

ایک صحابی نے حضورؐ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ فرمایا کہ نہیں تیری ماں زندہ ہے جاؤ اُن کی خدمت کرو۔ کہ اُن کے قدموں کے نیچے تیرے لئے جنّت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔ اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے جو لوگ کسی غفلت یا نادانی کی بنا پر اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کر چکے ہیں اور اب اُن کے والدین موجود نہیں تو اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اُن کے لئے کثرت سے دُعا اور استغفار کرتا رہے تو انشاء اللہ فرمانبردار اولاد میں شمار ہو جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہُوا ہے۔ کہ بہترین بھلائی باپ کے بعد اس کے ملنے والوں سے سلوک ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضورؐ کی ان تینوں آمین پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی - چھ روپے
سہ ماہی ——— تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل (مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔